قَدَمَ صِدْقٍ کی تفسیر

ہمیشہ صدق پر قدم ماریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸/اپریل ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ① الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ② اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ③ (یونس:۱-۳)

اور پھر فرمایا:

بسم اللہ کے علاوہ جو دو آیات ہیں ان کا مطلب یہ ہے، الٓرٰ میں ہوں اللہ خوب دیکھنے والا۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ یہ آیات ایک بہت ہی حکمت والی کتاب کی آیات ہیں۔ کیا لوگوں نے اس بات پر تعجب کیا ہے، کیا لوگوں کے لئے یہ بات باعث تعجب ہے کہ ہم نے انہی میں سے ایک شخص پر وحی کرنی شروع کر دی، ایک شخص کو اپنی وحی کے لئے چن لیا اور تھا وہ اس سے پہلے انہی میں سے۔ کس مقصد کے لئے اُسے وحی کی خاطر چنا گیا، وحی میں کیا کہا گیا ہے اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ کہ لوگوں کو تو ڈراؤ مگر اُن میں سے وہ لوگ جو ایمان لے آئیں اُن کو خوشخبری دو کہ اُن کا قدم اُن کے خدا کے نزدیک صدق

کا قدم ہے انہیں اللہ کی نظر میں سچائی کا قدم عطا فرمایا گیا ہے۔ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ کافر یہ بات سن کر کہتے ہیں اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ یہ تو یقیناً ایک بہت بڑا کھلا کھلا جادوگر ہے۔

اس آیت پر غور کرنے سے جس میں ایک تعجب کا اظہار بھی پایا جاتا ہے۔ انسان خود ایک قسم کے تعجب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا میں ایک تو وہ تعجب ہے جو کافروں کو اس واقعہ پر ہوا اور ایک اس طرز کلام میں ان پر تعجب ہے کہ تم پر تعجب ہے، تمہاری عجیب حالت ہے اس بات کو سمجھ نہیں سکتے کہ یہ کیسا واقعہ ہو گیا ہے لیکن اس کے علاوہ ایک اور تعجب کی بات یہ ہے کہ جہاں تک مضمون کا تعلق ہے بظاہر اُس مضمون کا جادو سے کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً کسی انسان کا یہ کہنا کہ تم لوگوں کو میں ڈراتا ہوں تو ہلاکت سے ان بدیوں کے نتیجے میں جو تم میں پیدا ہو چکی ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہیں اُن کو خوش خبری دیتا ہوں کہ اُن کا قدم اُن کے رب کے نزدیک سچائی کا قدم ہے۔ اس اعلان کا جادو سے کیا تعلق ہے؟ اس کے نتیجے میں اُن کا حیرت میں مبتلا ہو جانا اور یہ اعلان کرنا کہ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ یہ اعلان کرنے والا تو بہت ہی بڑا کُھلا کُھلا جادوگر ہے۔ جب اس مضمون پر ہم غور کرتے ہیں تو بہت ہی لطیف اور حکیمانہ مضمون نگاہ کے سامنے اُبھرتا ہے اور ساتھ ہی دل بے اختیار یہ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً یہ کتاب حکیم ہی کی آیات ہیں بہت بڑی گہری حکمت والی کتاب کا مضمون ہے۔

سب سے بڑا تعجب تو یہ تھا کہ رَجُلٍ مِّنْهُمْ ایک شخص جو ان لوگوں میں سے تھا اسے اللہ نے وحی کے لئے چن لیا ہے۔ وہ سوسائٹی جس میں انبیاء تشریف لاتے ہیں وہ تو فساد کا گڑھ بن چکی ہوتی ہے۔ جھوٹ اس میں اس طرح پنپتا ہے جیسے شاداب زمینوں میں سبزیاں پنپتی ہیں۔ ہر طرف گندگی، فساد، جھوٹ، دغابازی، دجل اس کی نشوونما ہو رہی ہوتی ہے۔ اس زمین سے ایک کلمہ طیبہ کا نکل آنا، ایسی روئیدگی کا نمودار ہونا جو آسمانی روئیدگی ہو یہ تو واقعی بڑے تعجب کی بات ہے۔ تو پہلا تعجب تو یہ ہے کہ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ ان جیسے لوگوں میں سے خدا نے وحی کے لئے ایک بندہ کو چن لیا اور پھر ایسا چنا کہ جو ان جیسے لوگوں میں ویسی ہی تبدیلیاں پیدا کر رہا ہے جیسی اس کے اندر خدا کا ہاتھ لگنے کے نتیجے میں لوگ دیکھ رہے ہیں۔ یہ ہے وہ کھلا کھلا جادو جس کی وجہ سے ان کی

عقلیں ورطۂ حیرت میں ڈوب گئیں۔ یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی نکلے اور اتنا مقدس ہو جائے، اتنا عظیم الشان ہو جائے کہ خدا کے پیار کی نگاہیں اس پر پڑنے لگیں اور وحی کے لئے خدا تعالیٰ اسے مختص فرمالے، مصطفیٰ بنالے مرتضےٰ بنالے اور پھر وہ آگے سے یہ جادو دوسروں پر چلانے لگے۔ یعنی اُسی گندی سوسائٹی سے گندے لوگوں کو ہاتھ میں لے اور ان کی کایا پلٹ دے اور وہ جن کا قدم ہمیشہ جھوٹ پر پڑا کرتا تھا، جن کی ہر روش جھوٹ کی روش ہوا کرتی تھی، جن کا معاشرہ جھوٹا تھا، جن کی عدالتیں جھوٹی تھیں، جن کی زندگی کا ہر پہلوان کے اقتصادیات، اُن کی بول چال، ان کی سیاست، ان کا رہن سہن، ہر چیز جھوٹ پر مبنی تھی اس پر ہاتھ ڈالا محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس سوسائٹی کو ایسا تبدیل فرمایا کہ جو بھی اس پر ایمان لاتا ہے اس کا قدم خدا کے نزدیک قَدَمَ صِدۡقٍ بن جاتا ہے۔ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ نے اُس صدق کے مضمون کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے یعنی سوسائٹی کی نظر میں اچھے نہیں وہ صرف۔ اتنا گہرا صدق ہے، اتنا حقیقی صدق ہے کہ آسمان سے ان کا رب یہ گواہی دیتا ہے کہ اُن کا قدم صدق پر پڑ رہا ہے۔ صدق کے سوا ان کا قدم کسی اور چیز پر نہیں پڑ سکتا۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ قَدَمَ صِدۡقٍ ہے کیا چیز اور کیسے نصیب ہوتا ہے؟ کن لوگوں کو نصیب ہوتا ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ نے یہاں کھول کر رکھ دیا کھول کر اس مضمون کو بیان فرما دیا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ یا سچی وحی پانے والوں کے غلاموں کو یہ قَدَمَ صِدۡقٍ عطا ہوا کرتا ہے اور چونکہ یہ ایک ایسی حیرت انگیز تبدیلی ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے یہ قَدَمَ صِدۡقٍ اس آقاؐ کے صدق پر سب سے بڑا گواہ بن جاتا ہے جس کے قدموں کے طفیل ان سروں کو جو ان قدموں کو چھوتے تھے صرف ان کو ہی صدق عطا نہیں ہوا، ان کے قدموں کو بھی صدق عطا ہو گیا۔ کتنا بلند مقام ظاہر ہوتا ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے محمد مصطفیٰ کو قَدَمَ صِدۡقٍ عطا فرمایا ہے۔ فرمایا ہم نے محمد مصطفیٰ کے غلاموں کو قَدَمَ صِدۡقٍ عطا فرما دیا ہے۔ پس سب سے بڑی گواہی آقا کی سچائی کے لئے اس کے غلاموں کے قدم ہیں جو ہمیشہ صدق پر پڑتے ہیں۔

آج بھی بعینہٖ یہی صورت ہے۔ آج بھی احمدیت جو مختلف دنیاؤں میں جادو جگا رہی ہے اور گندی سوسائٹیوں سے لوگ نکل کر آتے ہیں اور حیرت انگیز طور پر ان میں پاکیزگی کی علامتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ یہی سب سے بڑی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہے اور

اگر یہ دلیل کمزور ہوئی تو جماعت احمدیہ اس کی ذمہ دار ہوگی۔ جماعت احمدیہ خدا کے حضور اس کے لئے جوابدہ ہوگی۔ جب تک آپ قَدَمَ صِدْقٍ اختیار نہیں کرتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق کی گواہی دنیا پر ثابت نہیں کر سکتے اور اگر دنیا آپ کے قدم کو دیکھ کر ٹھوکر کھائے گی تو آپ بھی خدا تعالیٰ کے حضور اسی طرح جوابدہ ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم معلوم کریں کہ یہ قَدَمَ صِدْقٍ عطا کیسے ہوتا ہے۔

قَدَمَ صِدْقٍ کا تعلق یہ تو ایک بالکل واضح اور کھلی بات ہے نظر کی صفائی اور نظر کی سچائی سے ہے۔ جب تک نظر صاف اور ستھری نہ ہو، جب تک نظر سچی نہ ہو قَدَمَ صِدْقٍ عطا ہو ہی نہیں سکتا۔ قدم تو ایک اندھی چیز ہے۔ قدم تو پیروی کرتا ہے اس نور کی جو نورِ نظر کہلاتا ہے۔ اگر وہ نور قدموں کی رہنمائی کر رہا ہے تو ہمیشہ وہ قدم صحیح جگہ پڑیں گے۔ دیکھیں وہ قدم جو دن کو صحیح رستہ پر پڑتے ہیں کیچڑ کی پہچان خشک رستے سے کر لیتے ہیں، صاف رستے کو غلاظت سے ممتاز کر کے دکھاتے ہیں تو اس کی وجہ نورِ نظر ہی ہے۔ دن کو چونکہ نورِ نظر واضح ہوتا ہے اس لئے قدم ہمیشہ سچائی پر پڑتا ہے۔ لیکن رات کے دھندلکے میں اور جوں جوں یہ اندھیرا گہرا ہوتا چلا جائے انسان کے لئے یہ امکان، یہ احتمال بڑھتا چلا جاتا ہے کہ اس کا قدم غلط جگہوں پر ہی پڑے اس لئے براہ راست قدم صدق کا نورِ نظر سے تعلق ہے۔ جب تک نور درست نہ ہو اس وقت تک قدم درست نہیں ہو سکتے۔ اس لئے وحی سے بھی اس کا تعلق ہے۔ ساری چابی اس معمے کی ان الفاظ میں تھی۔ اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ۔ اگر محمد مصطفی ﷺ کو وحی کا نور عطا نہ ہوتا تو ہر گز یہ کثرت کے ساتھ قَدَمَ صِدْقٍ جو عطا ہوئے آپؐ کے غلاموں کو یہ عطا نہیں ہو سکتے تھے۔ وہ نور ہے جس نے آپ کی ذات کو نور بنا دیا اور قرآن کریم میں متعدد جگہ یہ ذکر ملتا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نور بن چکے تھے۔ وہ کتاب جو آپ پر اتاری گئی وہ بھی نور تھی اور وہ کتاب جس پر اتاری گئی وہ بھی نور تھا۔ جس کا مجسم وجود نور ہو چکا تھا اور یہ وحی کی برکت سے ہے۔ لیکن یہ برکت آگے آپ کے غلاموں کو عطا ہو سکتی تھی اور آپ نے عطا فرمائی۔

یہ ہے وہ خوش خبری کا مضمون جس کو سمجھنے کے بعد انسان کو قَدَمَ صِدْقٍ کے اختیار کے راز معلوم ہو جاتے ہیں۔ یہ وحی کا نور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی ذات تک محدود نہیں رکھا گیا۔ بلکہ آگے آپ کے غلاموں کو بھی وہ نور عطا ہوا اور خدا تعالیٰ نے واضح اطلاع فرمائی آپ کو کہ آپ کے

غلاموں کو بھی وہ نور میں عطا کر چکا ہوں۔ چنانچہ فرماتا:

نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۹﴾

(التحریم: ۹)

کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام ایسے ہیں کہ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ان کا نور ان کے آگے آگے چلتا ہے وَبِاَيْمَانِهِمْ اور ان کے دائیں ہاتھ پہ ان کے ساتھ رہتا ہے۔ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا اور وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل فرمادے وَاغْفِرْ لَنَا اور ہماری بخشش فرما۔ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔ یہی وہ نور ہے جس کا ذکر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ

(ترمذی کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الحجر حدیث نمبر ۳۰۵۲)

کہ اے لوگو! مومن کی فراست سے ڈرا کرو۔ یقیناً وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

گزشتہ جو خطبے میں میں نے تقویٰ کی آنکھ کی بات بیان کی تھی کہ وہ اللہ کی آنکھ ہے یہی مراد ہے اس سے کہ مومن کی فراست سے، اس کے فہم سے اور اس کے حد ادراک سے ڈرو۔ اس کی نظر سے کوئی چیز بھی تمہاری پوشیدہ نہیں رہے گی کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ لیکن جہاں تک اللہ کے نور کا تعلق ہے وہ تو لامحدود ہے اور وہ نور ایسی چیز تو نہیں ہے کہ جو ایک اور دوسرے کے ساتھ فرق فرق سلوک کرنے والا ہو۔ اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مومن کا نور بصیرت اور ہے دوسرے مومن کا نور بصیرت کچھ اور ہے۔ ایک کا مقام اور ہے اور دوسرے کا مقام اور ہے اور ان کے نوروں میں فرق ہے۔ یہ راز قرآن کریم کی آیت ہم پر کھول رہی ہے کہ درحقیقت اگرچہ اللہ کے نور سے مومن دیکھتا ہے لیکن ہر شخص کے اندر اس نور کو اختیار کرنے کی ایک استعداد عطا ہوئی ہے اور وہ استعداد ایک خاص حد تک نور کو اختیار کرنے کی توفیق بخشتی ہے اور اکثر لوگ اس استعداد کے ہوتے ہوئے بھی خدا تعالیٰ سے پورا نور حاصل نہیں کرتے اور اس بات سے بے خبر رہتے ہیں کہ وہ نور بصیرت ہمیں خدا کی طرف سے عطا ہوگا لیکن بعض لوگ جو زیادہ فراست رکھنے والے ہیں جو اس مضمون کی حکمت کو سمجھتے

ہیں وہ باوجود اس کے کہ وہ اپنے اندر ایک نور کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ مسلسل یہ دعا کرتے چلے جاتے ہیں رَبَّنَآ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا کہ اے ہمارے رب! ہمارے نور کو تمام فرمادے، مکمل کردے۔ جتنا بھی ہمیں حاصل ہوا ہے اس سے زیادہ کی ہمیں ضرور تو نے استعداد بخشی ہوگی۔ اس لئے ہمیں ایک مقام پر نہ کھڑا رہنے دے بلکہ اس نور کا اتمام فرما دے ، اسے مکمل کردے ۔ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ (مائدہ:۴) کے مضمون کا بھی پہلو سمجھ آگیا۔ یعنی مومن تک جو مختلف درجات ہیں تعلق کے اُن میں آخری مقام، مقام نبوت وہ مقام ہے جہاں انسان کا نور تمام ہو جاتا ہے اور اسے اپنی استعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ کامل نور عطا فرما دیتا ہے۔ پھر استعدادوں کے فرق کی وجہ سے ان کے نور کی جلوہ گری میں بھی فرق دکھائی دینے لگتا ہے۔ لیکن اونچے نیچے درجے پر جتنے بھی مومن ہیں ان سب کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق بھرپور نور عطا ہو تو سکتا ہے لیکن ان کی غفلتوں کی وجہ سے ان کی کوتاہیوں کی وجہ سے اکثر کا ظرف کچھ نہ کچھ خالی رہ جاتا ہے اور جو ان میں سے صاحب فراست ہیں، جن کو خدا خاص طور پر بصیرت کی آنکھ عطا فرماتا ہے۔ وہ مسلسل اس دعا میں لگے رہتے ہیں۔ رَبَّنَآ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا۔ اور یہ دعا کرنے والے کون ہیں؟ فرمایا نُوۡرُهُمۡ يَسۡعٰى بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَبِاَيۡمَانِهِمۡ ان کے آگے بھی نور چل رہا ہے، ان کے دائیں بھی نور چل رہا ہے اور ان کے بائیں بھی۔ اَيۡمَانِهِمۡ میں دایاں ہاتھ بھی مراد ہے اور دونوں ہاتھ بھی مراد ہیں یعنی ہر سمت انکی نور ہی نور ہے اور اس پر وہ تکبر اختیار نہیں کرتے۔ ایک اور لطیف نکتہ اس بات پر سمجھ آیا کہ نور میں ہر طرف سے گھرے ہوئے ہیں۔ جس طرف بھی جاتے ہیں انہیں قَدَمَ صِدۡقٍ بھی عطا ہو رہا ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ جانتے ہیں کہ ہماری کوئی بھی حقیقت نہیں ہے اور یہ نور وہ سارا نور نہیں ہے جو خدا بندہ کو عطا فرما سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی نور ہے، اس کے علاوہ بھی جلا کے اور لطافتوں کے اور مراتب ہیں اور مقامات ہیں اور ایسی سمتیں ہیں جن سے ہوسکتا ہے ہم بالکل بے خبر ہوں۔

تو تقویٰ کے نور پر صیقل ہونا یہ ساری زندگی بڑی محنت کا کام ہے اور اس کا آخری مرتبہ صرف انبیاء کو نصیب ہوتا ہے۔ انبیاء سے نچلے درجے کے جتنے لوگ ہیں وہ اپنے اپنے نور کے مقام کو بھی پوری طرح حاصل نہیں کر سکتے جو ان کے لئے مقدر ہے بلکہ کچھ نہ کچھ اس سمت میں بڑھتے رہتے

ہیں اور ساری زندگی ان کے نور کے حصول کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اگر نور مختلف ہے تو قَدَمَ صِدُقٍ بھی مختلف ہوگا۔ اس کا مقام، اس کا مرتبہ، اس کا حجم، اس کی وسعتوں میں ضرور فرق ہوگا اور یہ راز ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سمجھا دیا جب یہ فرمایا کہ ''میں ایک وسیع اور عظیم دنیا کو اپنے سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں'' کہ میری سچائی کے قدم اتنے وسیع ہیں۔ وہ قَدَمَ صِدُقٍ یا سچائی کے قدم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوا ہے۔ وہ اتنا بڑا ہے اتنا وسیع ہے کہ عالم کے عالم کو ایک وسیع دنیا کو ان قدموں کے نیچے دیکھ رہے ہوں۔ تو قَدَمَ صِدُقٍ بھی ایک قدم نہیں ہے کہ ہر مومن سمجھے کہ مجھے قَدَمَ صِدُقٍ عطا ہو گیا۔

قَدَمَ صِدُقٍ کے بھی مختلف مراتب ہیں مختلف حجم ہیں مختلف اس کی وسعتیں ہیں اور ان کا براہ راست تعلق اس نور کی وسعت سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے یہ لوگ جو راستباز کہلاتے ہیں جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا نور تمام فرما تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نہایت منکسر المزاج بندے ہوتے ہیں، وہ اپنی راست بازی کے باوجود سمجھتے ہیں کہ ہمارے اندر بہت سی کمزوریاں، بہت سے خلا ہیں، بہت سے اندھیرے ہیں جو باقی ہیں۔ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارا نور کامل نہ ہو جائے ہماری زندگی کا ہر گوشہ منور نہیں ہو سکتا، ہمارا ہر قدم راست اقدام نہیں کہلا سکتا۔ اس لئے وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے خدا تعالیٰ کی رحمت کی طرف امید کی نگاہوں سے دیکھتے چلے جاتے ہیں اور انکسار کے ساتھ یہ التجا کرتے چلے جاتے ہیں اے اللہ! ہمارے نور کو بڑھا۔

نور کی آنکھ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے جسے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ فرماتے ہیں۔ ینظر بنور اللہ اس پر مزید غور کی ضرورت ہے۔ یہ کوئی ایسی فرضی چیز نہیں جیسا کہ نور کا تصور عموماً غیر احمدی سوسائٹی میں پایا جاتا ہے کہ کوئی ایسی فرضی ماوراء الطبیعات چیز ہے کہ جس کے متعلق ایک موہوم سا تصور تو ہو سکتا ہے لیکن اس کی کنہ کو ہم پا نہیں سکتے بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ نور کا مضمون بہت ہی واضح ہے، بہت ہی کھلا کھلا ہے اور روزمرہ کی زندگی میں ہم میں سے ہر شخص اگر چاہے تو اپنے نور کی پہچان کر سکتا ہے، اسے جان سکتا ہے، اور نور کی پہچان اس کے قدموں سے ہوگی۔ ان دونوں کا چونکہ آپس میں گہرا تعلق ہے جہاں وہ روزانہ غلط جگہ پر قدم رکھتا ہے وہیں اس کو محسوس ہو جانا چاہئے کہ یہاں میرے نور نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ جہاں وہ صحیح مقام پر قدم رکھتا

ہے وہاں اسے احساس ہو جانا چاہئے کہ یہاں میرے نور نے میری رہنمائی کی ہے اور ایک ہی دن میں سارا دن کے حالات پر اگر انسان اپنی زندگی میں غور کرے تو بہت کھل کر نور میں تو کوئی اشتباہ کی بات ہی نہیں ہونی چاہئے۔ بہت کھل کر اُسے اپنے نور کے حالات نظر آنے شروع ہو جائیں گے واضح طور پر وہ دیکھ لے گا کہ کہاں کہاں میرے قدم سچائی پر پڑ رہے تھے، کہاں کہاں کذب پر پڑ رہے تھے۔ کتنا نور بصیرت میرے خدا کی طرف سے عطا ہوا اور کتنا نہیں ہوا۔

یہ تو خیر عام اور سادہ نظر آنے والی باتیں ہیں لیکن اس کے علاوہ کچھ نور کے معاملات ہیں جو بہت سے صاحب فراست لوگوں پر بھی مبہم ہو جاتے ہیں اور جہاں سے پھر اگلے قدم شروع ہوتے ہیں۔ ایک تو روزمرہ کا ابتدائی نور ہے جو صالح کی ابتدائی زندگی سے تعلق رکھنے والا ہے۔ ایک نور کے باریک در باریک پہلو ہیں جو اُس کو مختلف ترقیات کے مقام عطا ہوتے چلے جاتے ہیں یا جن کے نہ ہونے کی وجہ سے انسان مختلف ترقیات سے محروم ہوتا چلا جاتا ہے۔ لیکن ان کی علامتیں بھی قدموں میں ملتی ہیں اور ہمیشہ ہمارے ہاتھوں کی پہنچ میں رہتی ہیں۔ ہم معلوم کر سکتے ہیں اگر چاہیں تو فراست کے ساتھ ہم ان کے نقوش پا سے معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ نور کی لطافتیں کیا تھیں اور کس مرتبے پر کوئی انسان کھڑا ہوتا ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قَدَمَ صِدۡقٍ فرما کر اس مضمون کو واضح فرما دیا ہے۔ قدم تو ہمیشہ زمین کے ساتھ چمٹتے ہیں اور لازماً زمین پر پڑتے ہیں۔

اس لئے نور کا جو دوسرا کنارا ہے اُس کا اہل دنیا سے گہرا تعلق رہتا ہے۔ اہل دنیا یہ نہیں کہہ سکتے خدا تعالیٰ کو کہ اے اللہ! ہم کیسے اس شخص کے نور کو پہچانتے کیونکہ نور تو ایک آسمانی چیز ہے۔ ہم زمینی لوگ تھے، ہمارے پاس ذریعہ کوئی نہیں تھا کوئی استعداد نہیں تھی، کہ ہم یہ معلوم کر سکتے کہ تیرا نور کس کو نصیب ہوا ہے۔ لیکن قدم جو نور کا دوسرا کنارا ہے وہ تو ہمیشہ زمین پر چلتے ہیں۔ اس لئے اہل زمین اُن قدموں کے سلوک سے پہچانتے ہیں کہ یہ کیسے قدم ہیں۔ اگر ایسے لوگوں کے معاملات اہل دنیا سے مختلف ہوں گے تو وہ پہچان لیں گے کہ یہ خدا کے نور کے معاملات نہیں ہیں۔ تب ہی تو وہ تعجب میں مبتلا ہوئے اہل عرب۔ باوجود انتہائی دنیا دار ہونے کے باوجود اس کے کہ ان کے سوسائٹی کا لب لباب یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اُن کو ڈراؤ اور اُن کو بتاؤ کہ اگر تم ایمان کے ذریعے اپنے اندر تبدیلیاں نہ پیدا کر سکے تو لازماً ہلاک ہونے والے ہو ہلاکت کی ساری علامتیں بھی ظاہر ہو چکی

تھیں۔اس کے باوجود کچھ دیکھا تھا انہوں نے جو تعجب میں مبتلا ہوئے۔اس لئے کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے غلاموں کے قدم سچائی کے قدم تھے اوران قدموں کا تعلق دنیا سے ہمیشہ رہا ہے۔اہل دنیا ان قدموں کی چاپ سے پہچانتے تھے، اُن کی چال ڈھال سے پہچانتے تھے، ان کے رخ سے پہچانتے تھے کہ یہ کیسے لوگ ہیں اور تبدیلیاں دیکھتے تو تعجب میں مبتلا ہوتے تھے کہ یہ کیسے تعجب میں مبتلا ہوئے، کیسے انہوں نے اتنا حیرت انگیز آنحضرت ﷺ کوخراج تحسین پیش کیا بظاہر انکار ہے لیکن حیرت انگیز خراج تحسین پیش کیا کہ ساحر مبین ہے یہ تو حیرت انگیز کھلا کھلا جادوگر ہے کن لوگوں کو پکڑتا ہے اور کیا بنا کر رکھ دیتا ہے۔

تو وہ تبدیلیاں جو مومن کی ذات میں دنیا کے معاملات میں پیدا ہوتی ہیں وہی اُس کے نور کے پیمانے بن جاتی ہیں۔وہ اہل دنیا کو بھی بتادیتی ہیں کہ یہ شخص صاحب نور ہے یا صاحب نور نہیں ہے۔

اس پہلو سے جب میں جماعت کے مختلف حالات پر غور کرتا ہوں تو ہر جگہ کہیں نہ کہیں جہاں بھی کوئی خرابی دکھائی دیتی ہے۔قَدَمَ صِدْقٍ کی کمی نظر آنے لگتی ہے بالکل صاف اور کھلی۔ یوں لگتا ہے جیسے کسی شاہراہ پر چلتے ہوئے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں یہاں اس کا قدم فلاں جگہ پر صحیح پڑا اور یہاں غلط جگہ پڑا۔ یہاں کانٹوں میں چلا گیا، یہاں پھولوں پر آ گیا۔صاف ستھرا نظر آرہا ہوتا ہے کہ کیا واقعہ گزر رہا ہے اوراس کے پس منظر میں کسی نہ کسی جگہ نور کی کمی دکھائی دینے لگتی ہے اور روزمرہ کے معاملات ہیں یہ قدم،کوئی فرضی قصے نہیں ہیں۔آپس میں جب اختلاف پیدا ہوتے ہیں، جب آپس میں جھگڑے پیدا ہوتے ہیں تو پھر کیوں قدم غلط پڑتے ہیں؟ اس لئے کہ اُس کی نظریں بگڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ایک ہی واقعہ کو ایک نظر اور طرح دیکھ رہی ہے اور ایک نظر اور طرح دیکھ رہی ہے۔ حالانکہ نوراللہ کے ساتھ اگر دیکھا جاتا تو دونوں نگاہوں کو ایک ہی چیز نظر آنی چاہئے تھی۔نوراللہ تو ایک حقیقت کو دوطرح سے دیکھ ہی نہیں سکتا، ناممکن ہے۔لیکن جتنے بھی اختلافات ہیں سب جگہ بھینگی آنکھیں آپ کو نظر آجائیں گی۔معاملات کی آنکھیں بھینگی ہوں اور انسان یہ دعویٰ کرے کہ میں نوراللہ سے دیکھ رہا ہوں اس سے زیادہ تمسخر اور کیا ہوسکتا ہے اور آنکھیں بھینگی ہوں اور قدم درست پڑیں قدم تقویٰ اور صدق کے قدم ہوں یہ بھی ہو نہیں سکتا اس لئے معاملات سے قدم پہچانے جاتے ہیں اور قدموں سے آنکھوں کا معیار پتہ چلتا ہے۔یہ محسوس ہو جاتا ہے کہ کس حد تک آنکھیں سیدھی نظر

رکھنے والی تھیں اور کس حد تک بھینگی آنکھیں تھیں۔ ہر روز عام زندگی میں چھوٹی چھوٹی باتوں میں آنکھوں کا بھینگا پن بالکل صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔

ایک خاندان ہے، اُس کی بچی کے اوپر ظلم ہو رہے ہیں یعنی اس کے نزدیک اپنی بچی کے متعلق جو توقعات رکھتا ہے اُس کو ایک خاص آنکھ عطا ہوئی ہے اس کے لئے اور وہ کہتا ہے کہ یہ بات بھی اُس پہ ظلم ہے اور وہ بات بھی اُس پہ ظلم ہے، فلاں بات بھی اُس پہ ظلم ہے اُس کے بچے چھڑانا اُس پر ظلم ہے، اُس کے ساتھ یہ سلوک کرنا اس پہ ظلم ہے۔ لیکن جب دوسرے کی بچی کا معاملہ ہوتا ہے اور اپنے بیٹے کا معاملہ ہو تو یہ آنکھ بالکل بدل جاتی ہے اور کہتے ہیں ہمارے بیٹے پر یہ ظلم ہوا ہے بیٹے کا یہ حق ہے بچے اور بیٹے کا حق یہ ہے اور بیٹے کا حق وہ ہے اور دیکھو! وہ لڑکی کیسی ظالم اور شیطان لڑکی ہے یہ کام کر گئی۔ اب ان دونوں آنکھوں کو بیک وقت خدا کے نور کی آنکھیں کیسے قرار دیں کیونکہ اللہ کا نور تو بھینگا نور نہیں ہے۔ اللہ کا نور تو ایک حقیقت کو ایک ہی حقیقت کے طور پر دیکھتا ہے۔

پس یہ قدم ہیں۔ یہی قرآن کریم میں مضمون ہیں اُن کو قَدَمَ صِدْقٍ عطا ہوتا ہے اور قَدَمَ صِدْقٍ ہمیشہ سیدھی راہ پر پڑتا ہے، غلط راہ پر نہیں پڑتا کہ کبھی گند پر پڑ جائے کبھی صحیح رستے پر پڑ جائے۔ جہاں وہ گند پر پڑے گا وہ قدم صدق رہے گا نہیں۔ تو دو مختلف رستے ہو گئے۔ دعویٰ یہ ہے کہ ہم ایک ہی نور سے دیکھنے والے ہیں۔ دعویٰ یہ ہے کہ ہماری آنکھیں حقائق کو اُسی طرح دیکھتی ہیں جیسے خدا ہم سے توقع رکھتا ہے اور جب اُن آنکھوں سے دیکھ کر رستے اختیار کرتے ہیں تو ایک مشرق کی طرف چل رہا ہوتا ہے اور ایک مغرب کی کی طرف چل رہا ہوتا ہے۔ دونوں کے قدم کے رخ، اُن کی نہج اُن کی طرز بالکل مختلف ہو جاتی ہے۔ تو کون کہتا ہے کہ لطیف معاملات میں نور دکھائی نہیں دے سکتا۔ قرآن کریم ایسی عظیم الشان کتاب ہے کہ لطیف در لطیف معاملات میں بھی بتاتا ہے آپ کو کہ کیسے دیکھو ان کو۔ قدموں کے ذریعے دیکھو، وہ تو تمہاری پہنچ سے باہر نہیں وہ تو کافروں کی بھی پہنچ میں تھے اس لئے اُن کی شناخت کے گر سیکھو تو تمہیں خدا تعالیٰ کے نور کی شناخت کے گر معلوم ہو جائیں گے۔

اسی طرح تنقید ہے۔ مختلف خطوط مجھے ملتے ہیں جن میں کثرت سے تنقید پائی جاتی ہے اور ہر تنقید کرنے والا یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ وہ قَدَمَ صِدْقٍ کے ساتھ معاملے میں آگے بڑھ رہا ہے صحیح رستے

پر، صحیح نہج پر وہ چل رہا ہے اور وہ بڑی سچائی سے اپنی طرف سے دیکھ رہا ہوتا ہے کہ یہ بات غلط ہے تو یہ بتانا چاہئے کہ یہ بات یوں ہے فلاں لوگ گندے ہیں فلاں قسم کے لوگوں کی حرکتیں خراب ہیں اور وہ مسلسل اس تنقید میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ قدم صدق نہیں ہوتا اس لئے پہچاننے والی آنکھوں کو وہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں قدم صدق نہیں ہے۔ تنقید کی آنکھیں بھی ایک ہی قسم کے معاملات کو دو طریق سے نہیں دیکھ سکتیں اگر وہ خدا کے نور سے دیکھ رہی ہوں لیکن عجیب بات ہے کہ اکثر ناقدین کی آنکھیں ایک ہی قسم کے واقعات کو مختلف وقتوں میں مختلف طرح سے دیکھ رہی ہوتی ہیں۔ بعض لوگوں سے دل میں تعصب ہوتا ہے ان کی ہر حرکت میں وہ برائی ڈھونڈ رہی ہوتی ہیں۔ بعض لوگوں سے محبت کا تعلق ہوتا ہے وہاں وہی حرکتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ وہ نظر نہیں آ رہی ہوتیں اور جتنا جتنا تقویٰ کا معیار گرتا ہے یا نور خداوندی سے دوری ہوتی چلی جاتی ہے اتنا ان کی کجی کا دائرہ پھیلتا چلا جاتا ہے۔

سب سے پہلی بات اپنے نفس کے حالات کو نہ دیکھنا ہے۔ جن کو خدا کا نور عطا نہ ہو اُن کی نظر خواہ تنقیدی کی کیسی تیز کیوں نہ ہو وہ اپنی کمزوریوں کو نہیں دیکھ رہی ہوتی اور اس برائی میں اکثر انسان مبتلا ہیں۔ کہتے ہیں چراغ تلے اندھیرا ہے۔ یہ دنیا کے معاملات کے لئے تو ٹھیک ہے لیکن خدا کے نور کے چراغ تلے تو کوئی اندھیرا نہیں ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے سراج منیر کے نیچے تو کوئی اندھیرے کا سوال نہیں تھا بلکہ جتنا ان کے نیچے تھا اتنا ہی زیادہ وہ صاحب نور بنا۔ تو اللہ کے چراغ تلے آنا تو نور کے قدموں کے نیچے آنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فرماتے ہیں سچائی کے قدموں کے نیچے دیکھتا ہوں دنیا کو۔ تو چراغ تلے اندھیرا تو مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو ان قدموں کے نیچے ہیں وہ سب سے زیادہ صاحب نور ہیں۔ اس لئے جو شخص اللہ کے نور سے دیکھ رہا ہو سب سے زیادہ اسے اپنا اندرونہ دکھائی دینا چاہئے۔ سب سے زیادہ اس کو اپنے نفس کی حقیقت سے آشنا ہونا چاہئے۔ اگر نور کامل نہیں ہے تو درست ہے کہ کچھ خامیاں بھی اُس کو نظر آئیں گی کچھ تاریک گوشے بھی دکھائی دیں گے لیکن دکھائی ضرور دیں گے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ صاحب نور ہو اور اپنے نفس کے حالات سے غافل ہو۔

اس لئے جماعت کو سب سے پہلے تو اپنے نفس کی طرف جھکنا چاہئے ان معنوں میں کہ اپنے نفس کی تنقید کو خدا کی آنکھ سے دیکھے۔ اپنے نفس کے ساتھ ویسا معاملہ کرے جیسے اللہ کا نور اُس کے

نفس کو دیکھ رہا ہے اور خوب اچھی طرح اپنے اندرونے کو ٹٹولے اور محسوس کرے اور دیکھے اور کھنگالے۔ معلوم تو کرے کہ وہ ہے کیا چیز۔ اس حیثیت سے جو شخص اپنے نفس کو دیکھ لیتا ہے اس کو اپنے قریبی بھی اسی طرح دکھائی دینے لگتے ہیں جیسے اپنے دشمن دکھائی دینے لگتے ہیں۔ آنکھ کوئی فرق نہیں کرتی پھر۔ حسن اور بدی تو فرق کریں گے بہر حال حسن حسن نظر آئے گا اور بدی، بدی نظر آئے گی۔ لیکن آنکھ فرق نہیں کرے گی کہ حسن کو بدی دیکھنے لگ جائے اور بدی کو حسن دیکھنے لگ جائے۔

پس آغاز اپنے نفس سے ہوگا۔ جو شخص اپنے نفس کی حقیقت سے غافل رہتا ہے اور آنکھیں بند رکھتا ہے اور فرضی طور پر اپنے اوپر جھوٹے رحم کرتا چلا جاتا ہے اور اپنے دشمن پر جھوٹے ظلم کرتا چلا جاتا ہے یعنی ایسے ظلم جن کی کوئی حقیقت کوئی وجہ جواز نہ ہو وہ شخص یہ کہے کہ میں خدا کے نور سے دیکھ رہا ہوں یہ ناممکن ہیں، بالکل جھوٹا دعویٰ ہے اور جو شخص اپنے اندر مختلف سلوک کرتا ہے، اپنے باہر مختلف سلوک کرتا ہے اُس کی یہ ٹیڑھی آنکھ پھر ہمیشہ ٹیڑھی رہتی ہے۔ سارے معاملات میں ٹیڑھی جاتی ہے۔ یہ نہ ممکن ہے کہ اندر کی آنکھ ٹیڑھی ہو اور باہر کی آنکھ سیدھی ہو۔ چنانچہ اکثر معاملات میں خرابیاں فسادات غلط تنقیدات، ایک ظلم کو دوسری طرف منسوب کر دینا، ایک اندھیرے کو روشنی کے منہ پر مارنا یعنی ہر چیز کو اُلٹ پلٹ کر کے سارے نظام کو تہس نہس کر دینا یہ سارا مضمون تاریکی کا مضمون ہے۔ روشنی کا مضمون ہی نہیں ہے اور یہ جو تاریکی اور روشنی کا فیصلہ ہے یہ ہر شخص کی ذات کے اندر اس کی پنہائیوں میں ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے نفس کی بصیرت اختیار کرلے پھر وہ دنیا میں چلنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ جو صاحب بصیرت نہیں اپنے نفس کے متعلق، جو اپنے آپ کو غلط نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ جہاں وہ غلطیاں کرتا ہے وہاں وہ آنکھیں پھیر لیتا ہے۔ جہاں وہ غلطی نہیں کرتا وہاں بڑھا چڑھا کر دیکھتا ہے اس کا سلوک پھر اپنے دوستوں اور اپنے دشمنوں سے اسی طرح فرق والا سلوک ہو جاتا ہے۔

بعض لوگ میں نے دیکھے ہیں بظاہر بڑے نیک بھی ہیں، نمازی بھی ہیں۔ کئی خوبیوں کے مالک ہیں خدا کے فضل سے لیکن نور اللہ سے دیکھنے کی جو امتیازی شان ہے وہ پوری طرح عطا نہیں ہوتی ان کو۔ بعض لوگوں کے وہ دشمن ہو جاتے ہیں اور بعض لوگوں کے دوست ہو جاتے ہیں۔ جو دشمن ہے خواہ وہ ویسے کتنا ہی نیک ہو اس کی چھوٹی سی کمزوری بھی اتنی ان کو بڑی دکھائی دینے لگتی ہے کہ وہ

اپنے غصے کو پھر میری ذات کی طرف منتقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مجھ سے توقع رکھتے ہیں کہ جس طرح ان کا دل چاہتا ہے کہ اس بدی کے نتیجے میں اس شخص کو پیس کر رکھ دیں، پاؤں تلے کچلیں اس کو ذلیل کریں، اسے خوار کریں۔ اسی طرح میں بھی کروں، اسی طرح نظام جماعت بھی کرے اور اگر نہیں کرے گا تو پھر دیکھ لیا کہ انصاف نہیں ہے کہ اپنی دشمنیوں کو اپنی نفرتوں کو جماعت کے ذمہ داروں کی دشمنیوں اور نفرتوں میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور ان کا قدم صدق کا قدم نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سے بہت زیادہ برائیاں ان کے دوستوں میں موجود ہوتی ہیں ان کو قطعاً کبھی وہم بھی نہیں آیا کہ ان کو بھی سزا ملنی چاہئے۔ اپنی اولاد میں ہوتی ہیں ان کو کبھی وہم بھی نہیں آتا کہ ان کو سزا ملنی چاہئے، اپنی بیویوں میں ہوتی ہیں اپنے بچوں میں، اپنے اندر اور کوئی پرواہ نہیں کرتا۔

تو قَدَمَ صِدۡقٍ کو درست کرو اُس کے بغیر تمہاری راہیں صحیح متعین نہیں ہو سکتیں۔ اس کے بغیر نہ تمہارے آپس کے معاملات درست ہوں گے۔ نہ خدا کے ساتھ تمہارے معاملات درست ہوں گے اور کوشش کرو کہ تمہارا قَدَمَ صِدۡقٍ بڑا ہو اور اس کے فیض کے نیچے اور بھی لوگ آئیں تمہارے۔ قَدَمَ صِدۡقٍ کی برکت سے اور قومیں برکتیں پائیں اور یہ قدم تمہارے نور کی نسبت کے ساتھ بڑا ہوگا۔

غالباً اس مفہوم کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں بعض پرانے بزرگوں کے مریدوں نے یہ غلطی کی کہ اُن کے قدموں کے ظاہری نشان بڑے کرنے شروع کئے اور بعض جگہ ہم نے دیکھا ہے کہ یہ فلاں بزرگ کا قدم ہے اور پوری چٹان کے اوپر ایک قدم آیا ہوا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس میں کچھ حقیقت ضرور تھی۔ سمجھانے کے لئے لوگوں کو بتانے کے لئے اُن بزرگوں نے کوئی ایسی بات کی ہوگی کہ جس کے نتیجے میں یا ان کے عارف مریدوں نے کچھ ایسی بات کی ہوگی کہ جس کے نتیجے میں یہ محسوس ہوا ہو کہ ان کے قدم بڑے تھے اور بعد میں دنیا داروں نے جن کی نظریں عرفان سے عاری تھیں انہوں نے سمجھا کہ واقعۃً ظاہری قدم بڑے تھے حالانکہ بزرگی کو قدموں سے کیا نسبت ہے؟ ظاہری قدموں کو تو عقل سے بھی الٹ کی نسبت ہے۔ ہمارے ہاں کہتے ہیں کہ پاؤں بڑے گنواروں کے اور سر بڑے سرداروں کے۔ تو نیکوں کے پاؤں بڑے یہ تو عجیب سی بات ہے۔ وہ سمجھ نہیں سکے۔

یہ راز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن سے پا کر ہمیں سمجھایا کہ میں ایک عالم

کے عالم کو اپنی سچائی کے قدموں کے نیچے دیکھتا ہوں۔ اتنا بڑا قدم صدق عطا فرمایا ہے خدا نے مجھے کہ دور دراز تک آنے والے لوگ ان قدموں کے نیچے سے برکت پائیں گے ان سے سچائی حاصل کریں گے۔ تو نہ صرف یہ کہ قدم صدق کو حاصل کریں آپ سے فیض پانے کے لئے تو آج کی دنیا ہی نہیں آئندہ قیامت تک آنے والی دنیائیں منتظر بیٹھی ہیں۔ آپ کے قدم بڑے ہونگے تو دنیا کے نصیب بڑے ہوں گے اور آپ کو قدم بڑے نہیں مل سکتے جب تک خدا کا وہ نور آپ کے اندر کامل نہ ہو جائے جس کے لئے اہل فراست بندے ہمیشہ یہ دعا کرتے ہیں رَبَّنَآ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا۔ اے خدا! نور تو بہت تو نے دیا آگے بھی نور ہے اور پیچھے بھی۔ دائیں بھی اور بائیں بھی۔ لیکن ہمارے دل کو تسلی نہیں ہمارا ظرف اور بھی بڑا معلوم ہوتا ہے، ہمارے نور کو کامل کر دے جس حد تک ہماری استطاعت ہے اُس حد تک ہمارے نور کو بڑھاتا چلا جا۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

آج نماز ہائے جنازہ غائب بھی ہے اور نماز جنازہ حاضر بھی۔ باہر اگر موسم اچھا ہے تو باہر نماز ہوگی پھر۔ باہر موسم کیسا ہے، ٹھیک ہے۔ ان کو کہیں کہ نماز کے معاً بعد جنازہ لے آئیں وہ سامنے رکھ لیں تو دونوں اکٹھی نماز جنازہ حاضر بھی ہو جائے گی اور نماز جنازہ غائب بھی ہو جائے گی۔ جمعہ کے معاً بعد ہوگی اس لئے دوست سنتیں بعد میں پڑھیں تا نماز کے فوراً بعد نماز جنازہ سے فارغ ہو جائیں لیکن میرا خیال ہے کہ آسانی اس میں ہے کہ پہلے سنتیں پڑھ لیتے ہیں پھر بعد میں جا کر نماز جنازہ پڑھ لیں گے۔ اس لئے سنتیں پڑھتے ہی نماز جمعہ کے بعد پھر باہر تشریف لے جائیں۔

یہ جو نماز جنازہ حاضر ہے یہ مکرم تاج دین صاحب جنہوں نے بڑے اخلاص سے اپنی خدمتوں کو اسلام آباد کے لئے وقف کر رکھا ہے اُن کے والد صاحب مکرم صدر دین صاحب کا نماز جنازہ ہے اور جو نماز جنازہ ہائے غائب ہیں، وہ ہیں۔

۱۔ مکرمہ تمامہ صاحبہ اہلیہ مکرم ابوصالح صاحب فلسطین ۲۔ مکرم منیر الحق صاحب رامہ ابن مکرم عبدالحق صاحب رامہ سابق ناظر بیت المال۔ یہ جوانی کی عمر ہی میں وفات پا گئے ہیں اور وہ یہاں ہماری جماعت کے ایک مخلص کارکن چوہدری رشید احمد صاحب کی اہلیہ ناصرہ بیگم کے بہنوئی تھے۔ ۳۔ مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل سابق مجاہد بلاد عربیہ کے متعلق بھی قادیان سے اطلاع ملی ہے

وفات کی۔ ۴۔ مکرم ملک محمد عبداللہ خان صاحب یہ ریلوے میں ملازم تھے ان کے متعلق ان کے بیٹے نعیم احمد ملک نے اطلاع دی ہے کہ ان کی وفات ہوگئی ہے۔ ۵۔ چوہدری نصراللہ خان صاحب جو چوہدری ظفراللہ خان امیر جماعت ضلع گوجرانوالہ کے بھائی کینیڈا میں ہیں ان کا بیٹا اختر بڑے ظالمانہ طریقے سے قتل کر دیا گیا ہے۔

آج کل یہاں کینیڈا میں خاص طور پر برٹش کولمبیا میں معلوم ہوتا ہے کوئی پاگل گروہ ہے جو لوگوں کو پکڑ کر بغیر کسی وجہ کے اور بظاہر بغیر کسی لالچ کے قتل کر دیتا ہے اور ان کی اطلاع کے مطابق وہاں سے پندرہ سوا سے واقعات ہو چکے ہیں جن کی موت کے معمے پولیس حل نہیں کر سکی اور کچھ سمجھ نہیں آتی کہ یہ کون لوگ ہیں کیوں قتل کرتے ہیں۔ اس سے پہلے ایک دفعہ کیلی فورنیا میں شروع ہوا تھا تو پتہ چلا کہ Black Muslims کی ایک Organization ہے جن کے علماء ان کو بتاتے ہیں کہ جو بھی کسی شخص کو جو کافر ہے مارے تو وہ سیدھا جنت میں چلا جائے گا اور اس کے نتیجہ میں وہاں قتل ہو رہے تھے۔ اَب یہ پتہ نہیں کہ اس قتل کا تعلق کسی ایسے ہی گروہ سے ہے یا ویسے کوئی سر پھرے لوگ ہیں۔ بہر حال یہ ان کا بیٹا بھی بے چارہ بڑا مخلص تھا اور 1974ء میں اس نے گوجرانوالہ میں بڑی بہادری کے ساتھ جماعت کی خدمت سرانجام دی تھی۔ اس کو تو پہلے ان کے سر پر وار کر کے پتھروں سے کوٹ کر مارا اور پھر دریا میں ڈبو دیا۔ اسے رسوں سے باندھ کر کسی بھاری چیز کے ساتھ لیکن یہ بات کے پولیس کے بیان کے مطابق دو مہینے تک لاش پانی میں ڈوبی رہی ہے لیکن جب باہر نکلی ہے تو بالکل اسی طرح تھی جس طرح کوئی صحت مند آدمی آرام سے سویا پڑا ہو کوئی بھی خرابی کے آثار نہیں تھے۔ ان کے والدین کے لئے کچھ تسلی کی بات بس اتنی سی ہے ورنہ بے چارے بہت ہی تکلیف میں تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو رحمت کا نشان اس میں دکھائی دیا کہ بچے کی لاش بگڑی نہیں۔

آخری جنازہ یحییٰ پونتو صاحب انڈونیشیا کا ہے۔ سلسلہ کے قدیم خدمت کرنے والے مختلف بڑے عہدوں پر فائز رہے اور ہر حالت میں ہمیشہ انکساری سے دین کی خدمت کی ہے۔ بہت ہی نیک طبیعت انسان۔ ان کا سارا خاندان ہی اخلاص میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ ان کے متعلق بھی چند روز ہوئے اطلاع ملی ہے کہ دماغ کی رگ پھٹنے سے کچھ دن بیمار رہ کر اچانک وفات پا گئے۔ مکرم صدر دین صاحب کے جنازہ کے ساتھ ان سب کی نماز جنازہ ہائے غائب ہوگی۔